ہمارا ہر کام ایسا ہونا چاہئے جو محبت الٰہیہ کو جذب کرنے والا اور الفت واخوت کو مضبوط بنانے والا ہو

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۵؍دسمبر ۱۹۷۲ء بمقام مسجد اقصیٰ۔ ربوہ)

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے مندرجہ ذیل آیات تلاوت فرمائیں:۔

وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًا

(اٰلِ عِمْرَان: ۱۰۴)

وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ

(البقرۃ: ۱۴۹)

اسلام نے جہاں باہمی الفت اور اخوّت پر بڑا زور دیا ہے وہاں جذبہ مسابقت پیدا کرنے کی بھی بڑی تاکید کی ہے۔ تاہم ان دو باتوں کا آپس میں اکثر تصادم بھی ہو جایا کرتا ہے۔ لیکن تصادم اس وقت ہوتا ہے جب اس چیز کو نظر انداز کر دیا جائے جس کے مقدم کرنے پر اسلام بنیادی طور پر زور دیتا ہے جس کے بغیر نہ تو اجتماعی رنگ کے اخروی کام کامیاب ہوتے ہیں اور نہ دنیوی اجتماعی کوششیں کامیابی کا منہ دیکھتی ہیں۔ اسی لئے ہمیں یہ نظر آتا ہے کہ اسلام کی اس تعلیم نے ہر زمانہ میں قریباً ہر ترقی کرنے والی کامیاب ہونے والی ذہنیت پر اثر ڈالا ہے۔

اسلام نے بنیادی چیز ہمیں یہ بتائی ہے کہ کامیابی کے لئے اتحاد ملی اور الفت واخوت

سب سے اہم چیز ہے اور مسابقت اس دائرہ کے اندر ہوتی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ صف میں فرمایا کہ مومن جن سے اللہ پیار کرتا اور جنہیں اللہ تعالیٰ محبوب رکھتا ہے وہ ہیں جو اسلام کے مخالفین کے مقابلہ میں اور ان کے منصوبوں کو ناکام بنانے کے لئے بنیان مرصوص کی حیثیت رکھتے ہیں۔ یعنی ایک ایسی پختہ دیوار جس کو مضبوط سے مضبوط کرنے کے لئے سیسہ پگھلا کر اس کے اوپر ڈال دیا جاتا ہے۔ کوئی درز، کوئی رخنہ اس دیوار میں باقی نہیں رہتا اور اس مضبوطی کے لئے انسانی کوششیں کافی نہیں اور تدبیر کا تو حکم ہے لیکن انسانی کوشش، محض انسانی کوشش اس لئے کافی نہیں ہوتی اس لئے اللہ تعالیٰ نے سورۂ انفال میں فرمایا:۔

هُوَ الَّذِيْٓ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ ۭ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ ۭ اِنَّهٗ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ (الانفال: ۶۳،۶۲)

کہ وہی اللہ ہے جس نے اے محمدؐ تجھ کو اپنی مدد اور مومنوں کے ذریعہ سے مضبوط کیا اور مضبوط اس طرح کیا کہ مومنوں کے دلوں کو الفت کے بندھنوں میں باندھ دیا اور اگر ساری دنیا کے اموال اس مقصد کے حصول کے لئے خرچ کر دیئے جاتے تب بھی یہ مقصد انتہائی دنیوی کوششوں کے باوجود حاصل نہیں ہوسکتا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے تیری نصرت اور مدد کا یہ سامان کیا کہ مومنوں کے دلوں کو آپس میں الفت کے ساتھ باندھ دیا۔ فرمایا وہ یقیناً غالب اور حکمت والا ہے۔

اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ فرمایا یعنی اپنی نصرت کے ساتھ تیری تائید کی اور وہ غالب ہے ایسا کر سکتا ہے کوئی دنیوی طاقت اس کے مقابلے میں نہیں آ سکتی لیکن اس تدبیر کی دنیا میں خدا تعالیٰ نے جو حکیم ہے اور جس کے کام حکیمانہ ہیں اپنی نصرت کے لئے ایک راہ یہ کھولی کہ مومنوں کی ایسی تربیت ہوئی اور ان کے اندر ایسی الفت اور اخوت پیدا ہوئی کہ وہ تیرے مد اور معاون بن گئے اور دنیوی طاقتوں کے مقابلہ میں تیرے پہلو بہ پہلو کھڑے ہو کر تیرے آگے اور پیچھے مقابلہ کر کے انہوں نے مقصد حیات انسانی یعنی توحید کے قیام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے قیام کے لئے انتہائی کوشش کی اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے غلبہ اسلام کے سامان پیدا کر دیئے۔

سورہ آل عمران میں فرمایا:۔

وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ

(اٰل عمران: ۱۰۴)

کہ اللہ تعالیٰ کی کتنی بڑی نعمت ہے کہ مختلف قومیں جو آپس میں برسر پیکار تھیں ان میں سے ایک ایک کو لیا اور ان کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع کر دیا۔ اسلام لانے سے پہلے ان کا آپس کا باہمی تعلق دشمنی اور عداوت کا تعلق تھا اور پھر اسلام لانے کے بعد کا انہی کا آپس کا باہمی تعلق الفت اور اخوت کا تعلق بن گیا۔

اَلَّفَ کے معنے بڑے حسین ہیں اور وہ ہمارے سامنے رہنے چاہئیں۔ مفردات میں آیا ہے اَلْمُؤَلَّفُ مَاجُمِعَ مِنْ اَجْزَاءٍ مُخْتَلِفَةٍ وَرُتِّبَ تَرْتِيْبًا قُدِّمَ فِيْهِ مَاحَقُّهُ أَنْ يُقَدَّمَ وَاُخِّرَفِيْهِ مَاحَقُّهُ اَنْ يُؤَخَّرَ۔

مؤلَّف کے معنی انہوں نے بیان کئے ہیں (یعنی جن کی تالیف کی گئی) یعنی جو امت محمدیہ ہے ہمارے اس مضمون کے لحاظ سے۔ کیونکہ

فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا ۚ

ہے۔ یہ سیسہ پلائی ہوئی مضبوط دیوار ہی نہیں بلکہ اپنے اجزاء کی ایک حسین نسبتیں رکھنے والی دیوار ہے۔ یہ نہیں کہ پٹھان جس طرح دیوار بناتے ہیں۔ مٹی کا لوتھڑا ڈالا (جسے پنجابی میں تھوپا کہتے ہیں اور دیوار کھڑی کر دی۔ بلکہ جس چیز کی جہاں ضرورت ہے وہاں لگائی گئی ہو۔ کیونکہ مؤلَّف (مؤلَّف یہاں آجائے گا مسلمان کے معنوں میں یا مؤلفہ امت محمدیہ جو اجزاء مختلفہ کو جمع کر کے اور ان کو ایسی ترتیب دے کر جسے مقدم رکھنا چاہئے اسے موخّر رکھا گیا ہو اور جسے موخر ہونا چاہئے اسے موخر رکھا گیا ہو۔ ان کو جمع کر کے یکجان کر دیا گیا ہے اس معنی میں ایک واضح اصول کی طرف اشارہ ملتا ہے یعنی مسابقت کی جو ہدایت ہمیں دی گئی ہیں فرمایا جذبہ مسابقت میں قُدِّمَ فِيْهِ مَاحَقُّهُ أَنْ يُقَدَّمَ وَاُخِّرَفِيْهِ مَاحَقُّهُ اَنْ يُؤَخَّرَ کا خیال ہمیں رکھنا پڑے گا۔ ورنہ اسلام کی تعلیم اور ہدایت کے مطابق مسابقت نہیں ہو گی۔

پس اسلام نے الفت واخوت اسلامی کو ایک بنیادی چیز قرار دیا ہے۔ کوئی ایسا کام ایک

احمدی مسلمان کو نہیں کرنا چاہئے جو اللہ کی محبوب اجتماعی ہیئت کذائی پر برے رنگ میں اثر انداز ہو۔ ہر کام ایسا ہونا چاہئے۔ جو خدا تعالیٰ کی محبت کو زیادہ جذب کرنے والا اور اس اتحاد اور الفت اور اخوت کو زیادہ مضبوط بنانے والا ہو اور اس حقیقت کے باوجود کہ سب ایک جان ہو گئے یہ بھی ضروری ہے کہ جذبہ مسابقت پایا جائے۔

وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا (البقرۃ: ۱۴۹)

ہر ایک کا ایک نہ ایک مطمح نظر ہوتا ہے فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ فرمایا تم نیکیاں کرنے میں ایک دوسرے سبقت لے جانے کی کوشش کرو۔ اب جو کوشش خیرات کرنے کی نیکیاں کرنے کی، بھلائی کرنے کی دکھ دور کرنے کی خیر پہنچانے کی، سکھ پہنچانے کی ہوگی۔ یہ نیکیوں کی جو کوشش ہے اس سے جو بنیان مرصوص ہے اس پر مخالف اثر نہیں پڑتا بلکہ موافق اثر پڑتا ہے اس سے اتحاد زیادہ مضبوط ہوتا ہے کمزور نہیں ہوتا۔ لیکن مسابقت ضروری ہے کیونکہ مسابقت کے بغیر کامیابی نہیں ملتی۔ اس بنیاد پر مسابقت ہے کہ كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ (الصف: ۵) اس بنیاد پر مسابقت ہے کہ الفت و اخوت اسلامی قائم رہے اور مضبوط تر ہوتی چلی جائے اور یہ نیکیوں کی مسابقت ہے۔ پہلی چیز کو بھلا کر اگر آپ مسابقت کریں گے۔ اس کی دنیوی مثالیں میں دیتا ہوں جس سے بچے سمجھ جائیں گے۔ جیسے یہ ہاکی کے میچ میں مقابلہ ہے کہ کون جیتتا ہے۔ لیکن اگر اتحاد سامنے نہیں تو وہ ہاکی سٹک جو بنانے والوں نے گیند کو مارنے کے لئے بنائی ہے وہ سروں پر پڑے گی اور سر پھوٹ جائیں گے ابھی چند دنوں کی بات ہے کسی نے مجھے بتایا کہ پاکستانی طالبات کا لائکپور میں ایک میچ ہو رہا تھا تو ایک دوسرے پر گملے پھینک مارے۔ اب یہ جو نیٹ بال (Net ball) ہے اس کا گملوں سے کیا تعلق اور پھٹول سے کیا واسطہ مقابلہ اور مسابقت تو یہ ہے کہ قوم اجتماعی رنگ میں اچھی کھیل کھیلے اور نتیجہ نکل آیا یہ کہ گملے ٹوٹے سر پھوٹے اور پھول خراب ہو گئے جو پھولوں میں حسن الٰہی ہے اس کو نقصان پہنچ گیا۔ پس یہ تو ایک ایسی مسابقت ہے جس میں الفت و اخوت کا خیال نہیں رکھا گیا۔ تنزل کرنے والی قومیں یا جنہیں تنزل کی دلدل سے باہر نکلنے کی سوجھ بوجھ نہیں ہے۔ وہ اس قسم کی مسابقت کیا کرتی ہیں۔ اور جنہیں ترقی کرنے کے راز اور گُر آتے ہیں وہ ایسی مسابقت نہیں کیا کرتے

لیکن انسانی کمزوری ہے اس کو دیکھنا پڑتا ہے۔ اور ہر وقت اس کا خیال رکھنا پڑتا ہے کہ اس قسم کی آپس میں لڑائی اور غلط مسابقت کا کام شروع نہ ہو جائے۔

اب مثلاً چین ہے۔ چین ہم سے دو سال چھوٹا ہے ہم ۴۷ء میں آزاد ہوئے اور وہ ۴۹ء میں آزاد ہوا۔ چین ہم سے آبادی کے لحاظ سے بڑا ہے پاکستان کی آبادی آزادی کے وقت گیارہ کروڑ کے قریب تھی اب غالباً بارہ تیرہ کروڑ ہے چین کی آبادی آزادی کے وقت ساٹھ پینسٹھ کروڑ تھی اقتصادی لحاظ سے چین ہم سے بہت پیچھے تھا۔ انڈسٹری (Industry) کے لحاظ سے چین ہم سے بہت پیچھے تھا لیکن وہاں کے جو کرتا دھرتا لوگ ہیں انہوں نے اسلام کی تعلیم کو اپنایا اور بڑی تگ و دو کی کہ مسابقت کرنی ہے اور آپس میں لڑنا نہیں۔ ان کا ماٹو جو انہوں نے بنایا ہے اس سلسلے میں اس کا انگریزی ترجمہ میں نے ایک جگہ یہ پڑھا ہے

"Friendship First, Competition Second"

تو پہلے دوستی ہے یہ چینی دماغ کی پرواز اور اڑان نہیں ہے یہ قرآن کریم نے ہمیں بتایا ہے قرآن کریم کی یہ عظمت ہے کہ جو لوگ اس پر ایمان نہیں لاتے ان کی بھی رہنمائی کرتا ہے جو لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو پہچانتے نہیں ان کو اپنے عمل سے تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ آپ واقعہ میں رحمة للعالمین ہیں گویا جنہوں نے آپ کو نہیں پہچانا ان کے لئے بھی رحمت بن گئے یہ ایک بنیادی چیز ہے کہ الفت واخوت اول باہمی مسابقت بعد میں ان کی آپس کی نسبت یہ ہے کہ ایک بنیاد ہے اور ایک فرع ہے۔ ایک کی اہمیت اتنی ہے کہ اس کو کسی صورت میں بھی چھوڑا نہیں جا سکتا۔ ایک کی اہمیت ایسی ہے کہ اگر وہ بنیادی چیز کو ضرب لگانے والی ہے تو اس کو چھوڑنا پڑے گا۔ مسابقت کو، Competition کو ہمیں چھوڑنا پڑے گا اگر وہ بُنۡيَانٌ مَّرۡصُوۡصٌ کو ضرب لگا رہی ہے۔

پس قرآن کریم بڑی عظمتوں والی کتاب ہے کہ جو لوگ اس کی طرف منسوب ہوتے ہیں وہ بھی اس کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ جو اس پر ایمان لاتے ہیں وہ بھی اس سے فیض حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرتے جنہوں نے اس کو مانا ہے انہوں نے بھی اس کو مہجور کی طرح چھوڑ دیا۔ دیکھو ہمارے ملک میں فتنہ وفساد کی آگ بھی بھڑک رہی ہے اور دعویٰ یہ ہے کہ ہم

پاکستان کو زیادہ اچھا چلا سکتے ہیں۔ ہم آگے بڑھیں گے اتحاد کا دعویٰ کر کے پاکستان کی بنیاد کے اوپر تبر چلانا اور فساد کرنا اس کو تو خدا تعالیٰ پسند نہیں کرتا اور پاکستان کے جو اموال اور خزانے ہیں انہیں تباہ کرنا اور انہیں آگیں لگانا اور پاکستان کی جو حقیقی دولت ہے یعنی انسان اور اس کی فراست اور اس کی محنت، اور اس کی جدوجہد، اس کی جفاکشی اور اس کا مجاہدہ اس حقیقی دولت کو تباہ و برباد کرنا یا اس کی جدوجہد میں روکیں پیدا کر کے دراصل قوم کی دولت کو نقصان پہنچانا ہے یہ اسلام کی مسابقت نہیں۔ اسلام کی مسابقت تو وہ ہے کہ جس کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا کہ اِخْتِلَافُ أُمَّتِیْ رَحْمَۃٌ لیکن تمہارے اختلاف تو امت مسلمہ کے لئے زحمت بن گئے ہیں ایک دوسرے کو زخمی کرنا اور سر پھوڑنا امتی کا اختلاف کہاں سے ہو گیا؟۔

پس یہ جو فتنہ بپا ہے یہ پانچ سات دن کا نہیں یہ ایک منصوبہ ہے جو پیپلز پارٹی کے برسراقتدار آنے کے معاً بعد شروع ہو گیا تھا۔

جماعت احمدیہ دنیوی معیار کے مطابق، ایک کمزور سی، ایک بے سہارا سی، ایک لاوارث سی جماعت ہے لیکن نہ ہم کمزور ہیں نہ بے سہارا کیونکہ ہمارا سہارا تو وہ چیز ہے جو دنیا کو نظر نہیں آتی یعنی خدا تعالیٰ کی قدرت اور اسکی رحمت ہمارا سہارا ہے۔اس لئے ہم کمزور بھی ہیں دنیا کی نگاہ میں اور ہم طاقتور بھی ہیں کیونکہ ہم سمجھتے ہیں اور ہم کوشش کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پر توکل رکھتے ہیں کہ وہ ہمارا سہارا بنے گا۔ پس قادر و توانا خدا جس کا سہارا بن جائے اس کو دنیا کیسے کمزور پائے گی؟

گو ہمارے ذرائع بڑے محدود ہیں لیکن تھوڑا بہت علم ہوتا رہتا ہے۔ چنانچہ گزشتہ جولائی میں ایک ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے ایسا سامان پیدا کیا مجھے یہ خبر ملی کہ یونیورسٹیز کو بند کروانے اور تعلیمی اداروں میں فتنہ و فساد کروانے کیلئے ایک بہت بڑی سازش پاکستان کے باہر ہوئی ہے۔ میں سیاسی حکومتوں کی وجہ سے نام کسی کا نہیں لوں گا لیکن جو بات کروں گا وہ بالکل پکی ہے یعنی مجھے یہ اطلاع ملی کہ پاکستان کی یونیورسٹیز اور کالجز کو ہنگاموں کے ذریعہ اور فساد کے نتیجہ میں بند کروانے کے لئے ایک سیاسی جماعت کو دس کروڑ روپیہ دیا گیا ہے پاکستان کی

سلامتی کا جذبہ اور پاکستان کی محبت اگر تمہارے دلوں میں ہو تو پھر تمہیں ہر فساد کے لئے باہر سے پیسے حاصل کرنے کی ضرورت نہیں۔ پھر ہمیں ۶؍اکتوبر کی چلی ہوئی بیرون پاکستان سے یہ اطلاع آئی کہ بڑے منصوبے بن رہے ہیں اور ان میں یہ بھی منصوبہ ہے کہ چونکہ جماعت احمدیہ کے افراد بھی عوام ہیں اور ان کی ہمدردیاں پیپلز پارٹی سے ہیں۔ اس لئے ان کے خلاف ہنگامہ آرائی کا ایک بہت بڑا منصوبہ پاکستان سے باہر بنایا گیا ہے پھر نومبر میں پاکستان کے ایک ذریعہ سے پتہ چلا کہ بعض غیر ملکی جماعت احمدیہ میں غیر معمولی مفسدانہ دلچسپی لے رہے ہیں۔ اس طرح پہلی خبر کی تصدیق ہوگئی میں نے بتایا ہے کہ ہم تو ایک کمزور سی جماعت ہیں۔ ہمارے ذرائع بڑے محدود ہیں ہمیں یہ خبریں ملیں مگر حکومت کے زیادہ ذرائع ہیں اسے زیادہ خبریں ملتی ہوں گی اور یہ نتیجہ میں پنجاب کے گورنر غلام مصطفیٰ کھر کی پچھلے سات آٹھ دن کی تقاریر سے نکالتا ہوں کیونکہ نگران کو حالات کی زیادہ خبر ہے آج تو انہوں نے بہت زیادہ سخت بیان دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ تم نے منصوبہ بنایا ہے پاکستان کو تباہ کرنے کے لئے پاکستان میں خون بہانے کا لیکن اگر خون ایک دفعہ بہنا شروع ہوگیا یعنی تم نے پہل کر دی تو پھر اس وقت تک خون بہتا رہے گا جب تک تمہارا سارا خون نہ نکل جائے۔ آئندہ کیا حالات رونما ہوتے ہیں یہ تو اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے۔ لیکن کیا ضرورت سمجھی حکومت نے اس قسم کی تنبیہہ کی۔ وہ آج کے بیان سے ظاہر ہے۔ ہمیں اپنے ذرائع سے پہلے سے علم تھا کہ ہمارے خلاف منصوبہ بنایا جا رہا ہے اور میں انتظار کر رہا تھا، میں دعائیں کر رہا تھا۔ بعض دوستوں کو میں نے بعض باتیں بتائیں اور بعض کو دوسری باتیں بتائیں میں نے کہا کہ دعا کریں اللہ تعالیٰ جماعت کو ہر لحظہ ہر آن ہر لحاظ سے اپنی حفاظت اور امان میں رکھے۔ اگر ہم نے خدا کے حضور صحیح قربانیاں دیں تو ہم اس کی مدد اور نصرت کو معجزانہ طور پر آسمان سے نازل ہوتے دیکھیں گے۔

جہاں تک احمدیت کو تباہ کرنے کا سوال ہے۔ وہ تو ایک ایسا خواب ہے جو کبھی شرمندہ تعبیر نہیں ہوگا۔ جس جماعت کو خدا نے تمام بنی نوع انسان کو زندہ کرنے کے لئے پیدا کیا ہے اس جماعت کو انسانوں کا ایک چھوٹا سا ناسمجھ گروہ تباہ کیسے کر سکتا ہے؟ یہ تو کبھی ہو ہی نہیں سکتا مگر اللہ تعالیٰ سے جو ہمارا تعلق ہے وہ نہ کبھی ٹوٹنا چاہئے۔ نہ کمزور ہونا چاہئے۔ دنیا جو مرضی کرتی

ہے ہمیں اس کی کوئی پرواہ نہیں کرنی چاہئے۔ ربوہ میں بھی اس فتنے کی کچھ آنچ آئی اور ہمارے کالج میں بعض لڑکوں نے نعرے لگائے۔ وہ تو ایک چھوٹا سا واقعہ ہوا۔ پھر ایک اور چھوٹا سا واقعہ بھی ہوا۔ ملک میں آگ لگی ہو تو ہم تک گرمی تو پہنچے گی اور وہ ہم تک پہنچی لیکن میرے لئے جو بات بڑے دکھ کا باعث بنی وہ یہ کہ ہمارے بعض احمدی خاندان بھی روپے کے لالچ میں اس آگ میں ملوث ہو گئے۔ یہ کام میرا اکیلے کا نہیں بلکہ اہل ربوہ کا اجتماعی کام ہے کہ ہمارے اندر اس قسم کی کمزوریاں دکھانے والا کوئی شخص نہ ہو اور نہ رہے آپ کے اوپر اللہ تعالیٰ کے فضل باہر کی جماعتوں سے زیادہ ہیں مثلاً ربوہ کا مکین جو چند روپے بھی خرچ کر سکتا ہے وہ اپنے کالج میں اپنے بچوں کو پڑھانے لگتا ہے مگر جو احمدی بچہ سیالکوٹ سے آئے گا اور اس کے والدین کا شوق ہو گا کہ مرکز میں ان کا بچہ پڑھے اس کو آپ کے مقابلہ میں دس پندرہ گنا زیادہ خرچ کرنا پڑے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ کا آپ پر یہ فضل ہے کہ جو مواقع آپ کو ربوہ میں نیکی کی باتوں کے سننے کے ہر وقت ملتے ہیں وہ مواقع باہر رہنے والے احمدیوں کو میسر نہیں آتے۔ آپ خلیفہ وقت سے قریباً ہر جمعہ کا خطبہ سنتے ہیں۔ ملاقاتیں کرتے ہیں۔ آپ میں سے جو بھائی ضرورت مند ہوں ان تک خلیفہ وقت کی نگاہ بڑی جلدی پہنچ جاتی ہے۔ باہر سے اگر کوئی واقعی ایسا مطالبہ ہو جو ہر طرح جائز ہو اور پورا کرنا ہو اس کے لئے بھی ہمیں باہر سے رپورٹ منگوانی پڑتی ہے۔ حالات کا جائزہ لئے بغیر تو ہم کوئی فیصلہ نہیں کر سکتے۔ اس لئے ہم نے یہ اصول بنایا ہوا ہے کہ احمدی ہو یا نہ ہو جب بھی اس قسم کا کوئی مطالبہ آئے ہم اسے امیر کے پاس بھیج دیتے ہیں اور پھر کافی دیر لگ جاتی ہے۔ یہاں کی ضرورت اگر ایسی ہے کہ ایک گھنٹے میں پوری ہونی چاہئے تو ایک گھنٹہ ہی میں پوری ہو جاتی ہے۔ لیکن باہر والوں کا تو یہ معاملہ نہیں۔

آپ پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہے پھر یہاں کالج ہے سکول ہے۔ ہمارا کالج ۱۹۴۴ء میں بنا تھا۔ میں ہی زیادہ دیر اس کا پرنسپل رہا ہوں۔ مجھے خیال آیا اور میں نے سوچا میرا اندازہ ہے کہ جماعت احمدیہ نے اپنے مرکزی تعلیمی اداروں پر اس وقت تک ایک کروڑ روپیہ سے زائد رقم خرچ کی ہے اور اس کا فائدہ زیادہ تر آپ مرکز میں رہنے والے اٹھاتے ہیں یہ تو آپ پر خدا کا فضل ہے۔ اسی کے عین مطابق ذمہ داریاں بھی آپ پر زیادہ ہیں اور آپ ہیں کتنے جماعت

میں۔مغربی پاکستان کی احمدیہ جماعت کا آپ اہل ربوہ۔ ایک فی صد بھی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جماعت کہیں سے کہیں پہنچ گئی اور اتنی بڑی رقمیں مرکز میں خرچ کی جاتی ہیں۔ باہر والے بھی فائدہ اٹھاتے ہیں لیکن میں نے بتایا ہے کہ ان کو زیادہ خرچ کرنے پڑتے ہیں۔آپ کے گھر میں یہ سہولت ہے آپ جماعت کی تعداد کے مقابلہ میں ایک فیصد بھی نہیں اور اتنی نعمتیں خدا تعالیٰ نے آسمان سے بارش کی طرح نازل کر دی ہیں۔ اگر آپ اپنی ذمہ داریاں نہیں نباہیں گے تو ایک فی صد کی خدا تعالیٰ اتنی پرواہ نہیں کرے گا جتنی ننانوے فیصد مخلصین کی وہ کرے گا۔ باہر سے لوگ آ جائیں گے پھر آپ باہر چلے جائیں گے وہ یہاں رہیں گے۔ان کے دل میں خدا تعالیٰ قدر پیدا کرے گا مرکز اور اس کی ذمہ داریوں کی ایک نعرہ جو یہ لگا کہ آج عوامی حکومت ہے ٹھیک ہے ہم خوش ہیں عوامی حکومت ہے۔کون ہیں عوام؟ ہم ہیں عوام۔ احمدی سے زیادہ عوامی کون ہے ہم پہلے بھی عوامی تھے۔ جب عوامی حکومت نہیں تھی اور اب بھی عوامی ہیں۔ ہم وہ عوام ہیں جو اس حقیقت کو ابتداء سے جانتے ہیں کہ ہمارے پیارے اور محبوب جس کے لئے یہ کہا گیا تھا۔لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَ فْلَاکَ کہ اگر تیرے وجود کو میں نے پیدا نہ کرنا ہوتا تو اس عالمین کو بھی میں پیدا نہ کرتا آپ نے یہ حسین اعلان کیا تھا۔

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ (الکھف:۱۱۱)

کہ یہ اعلان کر دو کہ میں تمہاری ہی طرح ایک بشر ہوں۔ بشر ہونے کے لحاظ سے دونوں ایک جیسے ہیں۔جس جماعت نے ،جس امت مسلمہ احمدیہ نے اس حقیقت کو پہچانا وہ عوام ہے وہ پہلے بھی عوامی جماعت تھی اور اب بھی عوامی جماعت ہے۔

عوامی جماعت کا مطلب یہ ہے کہ وہ صحیح اصول، وہ نیکی کی باتیں، وہ آپس میں ایک دوسرے کی معاونت اور ہر قسم کے پاک اقوال پاک اعمال کا مجموعی طور پر جو ماحول ہے۔ ربوہ کے تعلیمی اداروں کا ویسا ہی پاک ماحول قائم رہے گا۔کل کو عوام دشمن عناصر کو لائل پور والے یا چنیوٹ والے یہاں آ کر یہ نہیں کہہ سکتے کہ ہم عوام ہیں ہم یہاں اپنی مرضی چلائیں گے۔ ’’عوام‘‘ ہو؟ تو تم تو عوام دشمن عناصر ہو یا تو اعلان کرو۔ ہم عوامی پارٹی کے مخالف نہیں ہیں اور جب یہ اعلان کرو گے تو ہم کہیں گے لائل پور میں جا کر چلاؤ۔ کیونکہ عوامی حکومت کا تو مطلب

ہی یہی ہے۔ عوامی حکومت کے مرکز نے ایک بنیادی پالیسی (Policy) وضع کرنی ہے۔ یہ بنیادی پالیسی ہے کہ ہم آٹھویں جماعت تک مفت تعلیم دیں گے۔ یہ بنیادی پالیسی ہے کہ ہم اتنی نئی درسگاہیں کھول کر دیں گے۔ یہ بنیادی پالیسی ہے کہ ہم تعلیمی اداروں کا اس قسم کا انتظام کریں گے یہ بنیادی پالیسی ہے کہ ہم سائنسدان کو وظائف دے کر باہر بھیجیں گے تاکہ سائنسدانوں کی ضرورت ہمارے ملک میں پوری ہو جائے یہ بنیادی طور پر حکومت کا کام ہے۔ لیکن اس بات کا فیصلہ کرنا کہ سرگودھا کا ماحول کیسا رہے۔ اس بات کا فیصلہ کرنا کہ لائل پور کا ماحول کیسا رہے اس بات کا فیصلہ کرنا (جو بنیادی ہدایت ہے مرکزی حکومت کی طرف سے اس کے اندر رہتے ہوئے) کہ ملتان کا ماحول کیسا رہے۔ اس بات کا فیصلہ کرنا کہ شیخوپورہ کا ماحول کیسا رہے۔ اس بات کا فیصلہ کرنا کہ سیالکوٹ کا ماحول کیسا رہے یہ ان شہروں کا کام ہے (اس طرح دوسروں شہروں کا) اور اس بات کا فیصلہ کرنا کہ ربوہ میں کس قسم کا حسین ماحول قائم رہے گا یہ احباب ربوہ کا کام ہے اور کوئی عقلمند آدمی اس پر اعتراض نہیں کر سکتا۔ حکومت تو ویسے ہی اعتراض نہیں کرے گی لیکن کسی اور کی طرف سے بھی اعتراض نہیں ہونا چاہئے۔

حالات کچھ اس قسم کے ہیں اللہ تعالیٰ سے دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ ملک کو ملک دشمن عناصر کے منصوبوں سے محفوظ رکھے جیسا کہ میں نے بتایا کہ پہلے ایک بیان آیا اور پھر اس کے بعد ایک سخت بیان آیا۔ آج کا بیان تو بہت زیادہ سخت ہے اس سے بھی یہ پتہ لگتا ہے کہ ملک دشمن عناصر کا مقصد یہ ہے کہ جگہ جگہ خون بہایا جائے۔ آپ ذمہ دار ہیں ربوہ میں کوئی خون نہیں بہے گا نہ احمدی کا نہ کسی اور کا۔ ربوہ کو اپنی پیاری فضا، جس میں ایک دوسرے سے پیار کیا جاتا ہے کو قائم رکھنا چاہئے اور آپ ظالم کی بھی مدد کریں اور مظلوم کی بھی مدد کریں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ یہ ہے عوامی حکومت جو ظالم کی بھی مدد کرتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مظلوم کو ظلم سے بچا کر اس کی مدد کرو۔ اور ظالم کو اس کے ہاتھ پکڑ کے کہ وہ ظلم نہ کر سکے، اس کی مدد کرو کیونکہ جو ظالم ہے وہ تو خدا تعالیٰ کے غضب کے نیچے ہے جو ظالم ہے وہ خدا تعالیٰ کا پیار حاصل نہیں کر سکتا اور اسلام اس لئے دنیا میں قائم ہوا ہے کہ دنیا کا ہر انسان اپنے دائرہ استعداد کے اندر خدا تعالیٰ کے پیار کو حاصل کر لے تو ظالم کا ہاتھ پکڑنا اس کی مدد ہے۔ چور کو چوری نہ

کرنے دینا یہ اس کی مدد ہے۔ ورنہ دنیوی قانون کی گرفت میں بھی وہ آ جائے گا اور الٰہی قانون کی گرفت میں بھی وہ آ جائے گا۔ یہ اس کی مدد نہیں کہ آپ آرام سے بیٹھے رہیں کہ ہمیں اس سے کیا۔ کیا تمہیں اس سے کچھ نہیں کہ تمہارا بھائی خدا کے غضب کی جہنم میں جا رہا ہے اگر تم نے جو آج ربوہ میں رہتے ہو اپنی ذمہ داریاں ادا نہ کیں تو یقیناً باہر سے آ کر لوگ اس جگہ کو آباد کریں گے اور تمہارے لئے اس میں کوئی گنجائش نہیں ہوگی اور **رحمة للعالمین** کی طرف سے جو عوام کے لئے رحمت مجسم بن کر آیا تھا تمہیں ظلم کو روکنے کا حکم دیا گیا ہے۔ یہ ہر ایک لحاظ سے عوام ہی ہیں نا یا ان کے ذرائع یا ان کی دولتیں یا ان کے Wealth Source وغیرہ عالمین کا حصہ ہیں پس یہ ہیں عوام اور یہ ہے عوام کے حق میں اور عوامی صورت جہاں کوئی استحصال نہ ہو۔ جہاں ہر کسی کو اس کا حق دیا جائے۔ اس جھنڈے کے ہم علمبردار ہیں۔ یہ جھنڈا ہے (کالا اور سفید) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ اندھیروں میں وہ آئے اور عالمین کو منور کر دیا۔ یہی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈوں کا رنگ ہے یعنی سیاہ اور سفید۔

یہ سبز جھنڈے بعد کے ہیں۔ شاید سو سال بعد بنے ہیں۔ اصل جھنڈا جو ہے وہ کالا اور سفید رنگ کا ہے۔ پس آپ ظلمات کی رات میں آئے لیلۃ القدر میں آئے۔ لیلۃ القدر منور رات تو نہیں ہوتی لیلۃ القدر وہ رات ہوتی ہے جب چاند بھی اپنی روشنی کا بہت سارا حصہ کھو چکا ہوتا ہے اگر ۲۱؍ کو آ جائے تو پھر بھی پورے چاند کو ایک ہفتہ گزر گیا یا پھر ۲۹؍ آئے تو بالکل اندھیری رات ہوتی ہے تو لیلۃ القدر میں آپ آئے اور اس کو روشن کر دیا اس واسطے خدا تعالیٰ نے آپ کو کہا کہ اپنا جھنڈا کالا اور سفید بناؤ کالا یہ یاد دلانے کے لئے کہ میں اندھیروں کو منور کرنے آیا ہوں اور سفید یہ ثابت کرنے کے لئے کہ میں نے اندھیروں کو منور کر دیا روشن کر دیا۔ تو یہ ہے عوامی حکومت اور امت محمدیہ ہی حقیقی معنوں میں عوام ہے۔ غیر نے تو ''عوام'' کے معنی ہی نہیں سمجھے۔ بُنۡیَانٌ مَّرۡصُوۡص کی طرح متحد دنیا کی اقوام کو آگے سے آگے لے جانے کے لئے جذبہ مسابقت رکھنے والے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تم نے جو مسابقت جو ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی راہیں اختیار کرنی ہیں اس کا نتیجہ یہ نکلے گا اور اس مسابقت کی طرف اسلام ہمیں توجہ دلا رہا ہے۔ چنانچہ سورۂ حدید میں فرمایا

سَابِقُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ

(الحدید: ۲۲)

یہاں یہ فرمایا کہ ہم نے جو یہ حکم دیا تھا کہ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ اس کا نتیجہ اَلْخَیْر نکلے گا۔ فرمایا سَابِقُوْٓا کہ جلدی سے آگے بڑھو کس چیز کی طرف؟ خیرات کی طرف بڑھ کر خیرات کی طرف سبقت لے جانے کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی مغفرت کی طرف۔ اور اللہ تعالیٰ کی رضا کی اس جنت کی طرف جس کی قیمت عالمین ہیں۔ یعنی زمین و آسمان اس کی قیمت ہیں۔ یہ اتنی قیمتی شے ہے اس کی طرف آگے بڑھو۔ یہ ہے **مسابقت فی الخیرات** اور یہ ہے **مسابقت الی الخیرات** اور عوامی حکومت میں عوام کا آپس میں **مقابلہ الی الخیرات** ہونا چاہئے۔ سر پھٹول میں مسابقت نہیں۔ مکانوں کو جلانے میں مسابقت نہیں، گاڑیوں کو ٹرکوں اور بسوں کو آگ لگانے میں مسابقت نہیں، ذہنی دولت کو جو قوم کے مستقبل کی دولت ہے کلی طور پر ضائع کر دینے میں مسابقت نہیں کہ کون کسی کا وقت زیادہ ضائع کرتا ہے مسابقت اس بات میں ہے کہ تمہارا بھائی اگر تمہارے پاس آ کر کہتا ہے کہ یہ سبق مجھے سمجھ نہیں آیا تو اس کو سمجھاؤ۔ اگر ایک شخص تمہارے پاس آتا ہے کہ میں نے کسی مجبوری کی وجہ سے لیکچر نہیں سنے تم نے جو نوٹ لئے ہیں مجھے دو تا کہ میں نقل کرلوں یا ٹائپ کروالوں تم اسے دو۔ ہر شخص کو پوری مدد ملنے کے بعد اور آپس میں کلی تعاون کے بعد دیکھو کون آگے نکلتا ہے اور وہ خیرات میں آگے نکلنا ہوگا وہ بھلائی میں آگے نکلنا ہوگا۔ وہ قوم کو زیادہ ترقی کی راہ میں ڈالنے میں آگے نکلنا ہوگا۔ وہ قوم کی پرورش کرنے میں آگے نکلنا ہوگا۔ یہ ہے وہ مسابقت جس کی اسلام تعلیم دیتا ہے اور جس کے نتیجہ میں بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ میں کوئی رخنہ باقی نہیں رہتا۔ اگر تم نے ربوہ میں رہ کر اپنے بچوں کو سنبھالنا ہے اور دنیا کے لالچ میں نہیں آنا تو ربوہ کا نیک ماحول تمہیں برداشت کرنا پڑے گا۔ اس سے تمہیں پیار کرنا پڑے گا۔ لیکن اگر تم نے اس پاک فضا سے فائدہ نہ اٹھایا تو میرے مخلص بھائی ربوہ کی فضا کو پاک رکھنے اور معاشرہ کو حسین رکھنے کے لئے اپنی ذمہ داری نبھائیں گے۔ اس سلسلہ میں آپ دوستوں کو بنیادی ہدایت یہ دی گئی ہے کہ حکومت سے تعاون کرو اور آج حکومت نے یہ اعلان کیا کہ سڑکوں پر نکل آؤ اور ملک کی دولت اور جائیدادوں اور اہل پاکستان

کی عزتوں اور جانوں کی حفاظت کرو اور اگر ہم نے حکومت سے تعاون کرنا ہے اور ضرور کرنا چاہئے۔ تو ربوہ میں بھی ہم کسی ناخوشگوار اور مفسدانہ فعل کو برداشت نہیں کریں گے جن کی نیتیں خراب ہیں وہ بھی سن لیں اور جنہوں نے ذمہ داری نباہنی ہے وہ بھی سن لیں کہ ہم اپنے شہر کو ایک نمونہ بنانا چاہتے ہیں۔ قابل رشک نمونہ۔ اس لئے رشک کرو ہم پر اور اپنے شہروں کو بھی اسی طرح امن کے جزیرے بناؤ۔ کون تمہیں اس سے روکتا ہے لیکن جو بھڑکتی ہوئی آگ دشمنی کی، حسد کی، بددیانتی کی اور لاپرواہی کی اور ایک دوسرے کو لوٹنے کی اور استحصال کرنے کی تم میں سے بعض نے اپنے شہروں میں بھڑکائی ہوئی ہے ہمارے شہر میں اس کے بھڑکانے کی کوشش نہ کرو۔ اس میں خدا کے فضل سے تم کامیاب نہیں ہو گے ہم عوام (جو ہمارے مخالف ہیں ان کو مخاطب کر کے میں کہتا ہوں) تمہاری خیر خواہی اور ہمدردی کی خاطر ''عوامی'' بنے ہیں۔ (كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ) تمہیں دکھ پہنچانے یا تم سے کچھ چھیننے یا تمہارا استحصال کرنے کے لئے ہم عوامی نہیں بنے یہ عوام کی الناس کی حکومت للناس ہے اور ہم عوامی ہیں۔ جب ہم عوامی حکومت کا ہی ایک حصہ ہیں تو تمہیں خوف کس بات کا؟ ہم تو دکھ پہنچاتے ہی نہیں۔ ہمیں تو یہ حکم ہے ''گالیاں سن کر دعا دو'' ہمیں تو یہ ہدایت دی گئی ہے کہ ''پا کے دکھ آرام دو'' ہمیں تو یہ کہا گیا ہے کہ تم خود اس لئے تکالیف برداشت کرو کہ تمہارا بھائی تکالیف اور مشقتوں سے بچ جائے۔

ہم استحصال کرنے کے لئے نہیں استحصال دور کرنے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ پھر تم کیوں گھبراتے ہو اور شیطانی وساوس کا شکار کیوں بن جاتے ہو۔ لیکن یہ تو نہیں ہو گا انشاء اللہ کہ گندی زیست کی جو آگ، بددیانتی کی جو آگ، ایک دوسرے پر ظلم اور حسد کی آگ اور ایک دوسرے کو نیچے گرانے اور پامال کرنے کی جو آگ دوسری جگہوں میں ہے۔ جس کو بجھانے کے لئے آج عوامی حکومت کوشش کر رہی ہے وہ آگ اپنے ماحول میں بھڑکنے دیں۔ یہ اجازت تو نہیں دی جا سکتی کہ سماج دشمن عناصر ان جگہوں پر بھی آگ لگانے کی کوشش کریں۔ جہاں وہ پہلے نہیں۔ جہاں خوبصورت باغ ہیں پھول ہیں۔ باہر تم نے مشہور کیا کہ ربوہ میں جنت ہے۔ ہے جنت۔ لیکن جنت وہ تصور نہیں جو تمہارے دماغ میں آیا۔ کوئی مصنوعی چیز نہیں

نہ یہاں مصنوعی جنت ہے نہ مصنوعی جہنم ہے۔ یہاں تو محبت و پیار کا ماحول دل کی گہرائیوں سے جذبہ خدمت کے فوارے نکلتے ہیں۔ یہ ہے وہ دولت جس کے متعلق قرآن کریم نے کہا کہ تمہاری زندگیوں میں بھی اس دنیا میں وہ جنت ملا کرتی ہے یہاں تو وہ جنت ہے۔

پس ساری دنیا میں اشاعت اسلام کی جو کوشش کی جارہی ہے اس کی تیزی کو قائم رکھنے کا سوال، اس میں سستی نہ پیدا ہونے کا سوال ہے۔ یہ میرے اور تیرے سوال کا نہیں۔ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیار اور خدا تعالیٰ کی توحید کا سوال ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی توحید بہرحال دنیا میں قائم ہوگی اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا پیار بہرحال ہر انسان کے دل میں قائم کیا جائے گا۔ اس کے لئے خواہ ہمیں اپنی گردنیں کٹوانی پڑیں یا اپنی ساری مال و دولت کو قربان کرنا پڑے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سمجھ اور عقل عطا کرے اور ہمیں اپنی ذمہ داریوں کو نباہنے کی توفیق دے اور ہمیں وہ جنت عطا کرے جس کے متعلق جس نے دنیا میں بھی وعدہ کیا اور اس کے متعلق یہ بھی کہا کہ اتنی حسین اور اتنی قیمتی اور اتنی اعلیٰ ہے وہ جنت کہ زمین و آسمان کی جو قیمت ہے وہ اس کی سمجھ لو۔ کیونکہ اس سے زیادہ تو انسانوں کے ذہن میں نہیں آتا۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہی ہمیں اپنی حفاظت اور امان میں رکھے۔ اور ہمارے ملک کو بھی۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۷؍اگست ۱۹۷۳ء صفحہ ۲ تا ۷)